حضرت شیخ دکنؒ کا فیضان سلاطین دکن پر

از: مولانا حافظ وقاری محمد فخر الدین

خطیب وامام مسجد بارگاہِ حضرت شیخ دکنؒ (گلبرگہ شریف۔کرناٹک)۔موبائل نمبر:08105983786

یہ ایک مسلہ تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر ملک ہندوپاک میں تبلیغ دین واشاعت اسلام کا مبارک وعظیم فریضہ اولیائے کاملین وصوفیائے واصلین ہی کے ذریعہ انجام پایا۔ان نفوسِ قدسیہ نے اپنے اعلیٰ اخلاق وکردار کشف وکرامات رشدوہدایات اورروحانی تصرفات کے ذریعہ کفروشرک کی تاریکیوں میں گھرے بندگان خدا کے قلوب واذہان کونورایمان و اسلام سے منورفرما کرانہیں صراط مستقیم پرگامزن فرمایااولیائے کاملین نے بندگان خدا کونہ صرف دولت ایمان واسلام سے مشرف فرمایا بلکہ اُنہیں سلطنت واقتدار بھی عطا کیا۔تاریخ ہنداس حقیقت کبریٰ پربھی شاہدوعادل ہے کہ ملک ہند پر مسلم سلاطین ہند نے مجموعی اعتبار سے ایک ہزارسالہ طویل مدت تک حکمرانی کی، ملک کے طول وعرض میں اُنہیں شاندار فتوحات حاصل ہوئیں مسلم سلاطین ہندکو جوشاندارفتوحات حاصل ہوئیں یہ صرف اورصرف انہی تاجدارانِ روحانیت کے تصرف روحانی کا فیضان تھا۔اسی لئے جملہ مسلم سلاطین ہندکسی نہ کسی اہل اللہ سے ضرور وابستہ رہے۔علاقہ دکن میں جن عظیم المرتبت جلیل القدر بزرگان دین نے تبلیغ دین واشاعت اسلام کاعظیم ترین فریضہ انجام دیا۔ان میں مرکزی و بنیادی کردار سلطان دکن قطب الاقطاب غوث الاسلام شیخ دکن حضرت شیخ محمد سراج الدین جنیدی بغدادیؒ کا ہے جنہوں نے اپنے اعلیٰ اخلاق وکردار کشف وکرامات رشدوہدایات کے ذریعہ ارضِ دکن کے خطے خطے کونوراسلام سے منورفرما کرگہوارہ امن بنادیا سرزمین دکن پرحضرت شیخ دکنؒ کا ورودِ مسعود کوئی سادہ واقعہ نہیں بلکہ ایک عہد ساز عہد آفرین انقلاب انگیز تاریخ ساز دور کا آغاز ہے۔تاریخ دکن میں ایک عظیم ترین سنہری باب کا اضافہ ہے۔سلطان الہند خواجہ غریبؒ کی آمد مبارک کے بعد ملکِ ہندوستان میں جس طرح کا تاریخ ساز اسلامی وروحانی انقلاب پیدا ہواتھا۔ٹھیک اسی طرح کا تاریخ ساز اسلامی وروحانی انقلاب علاقے دکن میں حضرت شیخ دکنؒ کی آمد مبارک کے بعد پیدا ہوا تاریخ داں طبقہ پر یہ تاریخی حقائق آفتابِ روشن سے زیادہ واضح ہیکہ سلطان ہند خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کی عظیم المرتب شخصیت جلیل القدرذات اقدس کے ذریعہ ہی ہندوستان میں دین اسلام کو غیر معمولی غلبہ ترقی وبلندی حاصل ہوئی اورآپ ہی کے تصرفِ روحانی کے بدولت مسلمانوں کوتخت وتاج سلطنت واقتدارعطا ہوااورآپ کے ہی فیضان کرم کے صدقے مسلمانوں کوشان وشوکت سکون وراحت وقاروعزت بھری زندگی نصیب ہوئی مسلمان ایک ہزارسالہ طویل مدت تک تخت وتاج سلطنت واقتدار کے مالک بنے رہے اسی طرح تاریخ دکن اس حقیقت کبریٰ پربھی شاہدوعادل ہیکہ علاقہ دکن میں دینِ اسلام کوحضرت شیخ دکن کی عظیم المربت شخصیت اور جلیل القدرذاتِ اقدس کے ذریعے غیر معمولی غلبہ ترقی وبلندی حاصل ہوئی اور مسلمانوں کوتخت وتاج سلطنت واقتدارعطا ہواحضرت شیخ دکن علیہ الرحمۃ کی تاریخ سازشخصیت کوتاریخ کے تناظر میں اگردیکھا جائے توتاریخی حقائق سے یہ مسلمہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت شیخ دکن علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی صوفیائے دکن میں کئی اعتبار سے ممتازومنفرد معلوم ہوتی ہے حضرت شیخ دکن کی تاریخ سازشخصیت تاریخ ساز خدمات وروحانی تصرفات اورفریضہ تبلیغ دین واشاعت اسلام کے حوالے سے سارے صوفیائے دکن میں شانِ مرکزیت رکھتی ہے اسی لئے آپکے عہد کے سارے اولیائے وسلاطین نے آپکی بارگاہ میں خراج تحسین اورخراج عقیدت ومحبت پیش کیا ہے یوسف عادل شاہ بانی سلطنت عادل شاہی کوحضرت شیخ دکن کے نبیرہ وسجادہ حضرت شیخ اویس خوندمیر جنیدی علیہ الرحمۃ کے فیضان کرم سے سلطنت واقتدارحاصل ہواتواس نے بطوریادگارحضرت شیخ دکن علیہ الرحمۃ کے مرقدانور پرعالیشان گنبداورآپکے بارگاہ کیلئے عالیشان باب الداخلہ (بلند مینار)تعمیر کرائے اور حضرت شیخ دکن کی بارگاہ میں آپکی شانِ مرکزیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس شعر کے ذریعے خراج تحسین پیش کیا ہے مرجع اہل اسلام صاحبِ نگین وتاج قطب دوراں ابن محمد سراج اس شعرکے ذریعے جہاں حضرت شیخ دکن کی شانِ مرکزیت کا اظہار ہوتا ہے وہی پرابجد کے لحاظ سے کُل مصرع سے حضرت شیخ دکن کا سالِ وصال 781ھ اورلفظ قطب سے سن شریف 111 اوردوراں ابن محمد سراج سے سال ولادت 617ھ برآمد ہوتا ہے حضرت شیخ دکن کے فیضان کرم سے جہاں سلاطین دکن مالامال ہیں وہی صوفیائے دکن نے بھی آپکی جلیل القدرذات اقدس اورعظیم المرتبت شخصیت سے اکتساب فیض فرمایا ہے قدیم ترین کئی تاریخی کتب میں مورخین اس مسلمہ حقیقت کا ذکرکیا ہے کہ حضرت شیخ دکن علیہ الرحمۃ کے عہداورعلاقہ کے تمام صوفیاءواولیاء نے آپ سے اکتساب فیض فرمایااوراپنے اپنے جائے قیام کے متعلق آپ ہی سے دریافت فرمایا آپ نے جس کی مقام کی نشاندہی فرمائی وہی پرصوفیاءواولیاء نے سکونت اختیارکی اوراسی علاقہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔

علاقہ دکن میں آپکے ہی تصرفِ روحانی سے علاقہ دکن کی سب سے پہلی اسلامی اوروسیع وخودمختار سلطنت قائم ہوئی اور مسلمانوں کومجموعی طور پرعلاقہ دکن میں ۴سوسالہ طویل

عرصہ سلطنت واقتدار حاصل ہوا حضرت شیخ دکن کے فیضانِ کرم سے بانی سلطنتِ بہمنی علاؤالدین حسن گنگو بہمنی سے لیکر شاہ کلیم اللہ بہمنی تک 18 سلاطین بہمنیہ نے 180 سالہ طویل عرصہ حکمرانی کی بہمنیوں کا تخت وتاج سلطنت واقتدار حضرت شیخ دکن کے دم قدم اور فیضان کرم سے قائم تھا اور حضرت شیخ دکن نے بہمنیوں کی سلطنت کو اپنے تصرف روحانی کے ذریعے استحکام بخشا تھا 3 سلاطین بہمنیہ حسن گنگو بہمنی ،محمد شاہ بہمنی اور مجاہد شاہ بہمنی کی تاج پوشی حضرت شیخ دکن کے دستِ ولایت سے ہی عمل میں آئی اور آپکے خصوصی فیضان کرم کی وجہ سے سلطنت بہمنیہ علاقہ دکن میں تہذیب وتمدن علم وادب کی آمین ثابت ہوئی اور علاقہ دکن امن وامان کا گہوارہ بن گیا سلاطین بہمنیہ رعایا پرور، رحم دل اور فیاض تھے ان کا دربار ہمیشہ عرب وایران اور ترکی کے باکمال علماء وفضلاء شعراء وادباء سے بھرا رہتا بہمنی دورِ سلطنت میں عظیم الشان مساجد، مقابر، مینار، مسافر خانے، دواخانے اور عیدگاہوں کی تعمیر ایران اور ترکی کے ماہرین فنِ تعمیر کی نگرانی میں اسلامی طرز تعمیر کے مطابق انجام پائی بہمنی دور اقتدار میں مسلمانوں کے لئے سب سے روشن وتابناک دور رہا جسمیں مسلمانوں کوشان وشوکت وقار وعزت، سکون وراحت، جاہ وحشمت بھری زندگی نصیب ہوئی جب بہمنی سلطنت 1450ء مطابق 894ھ میں اندرونی خلفشار کی وجہ سے زوال پذیر ہوئی تو پانچ نئی سلطنتیں وجود میں آئیں جو پہلے بہمنی سلطنت کا ہی حصہ ہوا کرتی تھی پانچوں سلطنت کے بانیان بہمنی سلطنت کے ہی سپاہ سالار یا صوبے دار ہوا کرتے تھے جنہوں نے حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خودمختار کا اعلان کرکے اپنی الگ الگ سلطنتیں قائم کرلی بہمنی سلطنت بعد میں معرض وجود میں آنے والی پانچ نئی سلطنتوں کیلئے ایک بہترین نمونہ اور زبردست رہنما ثابت ہوئی جن میں یوسف عادل شاہ نے 895ھ میں بیجاپور میں سلطنتِ عادل شاہی قائم کرلی تقریباً 9 سلاطین عادل شاہی نے 196 سال حکومت کی اسی طرح سلطان قلی نے 907ھ میں سلطنت قطب شاہی قائم کرلی سلاطین قطب شاہی نے لگ بھگ 200 سال سلطنت واقتدار کو سنبھالا اور سلطنت عادل وقطب شاہی نے گرانقدر اور تاریخ ساز خدمات کے ذریعے دنیا میں اپنی سلطنت کا نام روشن کیا اور اپنی منفرد شناخت بنائی ان دونوں سلطنت کے دور اقتدار میں بہت سے رفاہی وفلاحی، معاشی واقتصادی ، سیاسی وسماجی، علمی وادبی کارہائے خیر انجام پائے ان دونوں سلطنتوں نے علم وادب کی خوب خدمت کی ذریعے علاقہ دکن کے علاوہ حجاز وعرب کے کئی علاقوں کے باشندوں کو فائدہ پہنچا۔ بیدر میں قاسم برید نے بریدشاہی سلطنت قائم کی جہاں اس کا خاندان ایک عرصے تک حکومت کرتا رہا احمد نگر میں نظام الملک کے بیٹے احمد نے سلطنت نظام شاہی کی بنیاد رکھی۔

حضرت شیخ دکن کی آمد مبارک کے بعد علاقہ دکن میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بڑی تیزی وکامیابی کے ساتھ بحسن وخوبی انجام پانے لگا۔ آپ کی سادگی وخوش خلقی ہمدردی وملنساری سے بندگان خدا متاثر ہوکر آپ کے دستِ ولایت پر اسلام قبول کرنے لگے۔ آپ کی سادہ وپاکیزہ اور پرکشش شخصیت کو جو بھی دیکھتا، متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا، کافر ومشرک ایمان لے آتا اور رہزن رہنما بنتا فاسق تائب ہوکر لوٹتا غرض یہ کے حضرت شیخ دکن کی ذات پرانوار ہر ایک کیلئے مینارہ نور تھی۔ جس کی روشنی ہر ایک کو منور کرتی تھی۔ شیخ دکن حضرت شیخ محمد سراج الدین جنیدی کی ولادتِ باسعادت 670ھ میں شہر پشاور میں ہوئی۔ آپ کا نسبی تعلق سید الطائفہ ابوالقاسم خواجہ جنیدی بغدادیؒ سے ہے۔ ۱۱ (گیارہ) واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت جنیدی بغدادیؒ اور 22 ر واسطوں سے مسلم بن عبد مناف جد محترم حضرت رسول کریم ﷺ کو جاملتا ہے۔ حضرت شیخ دکنؒ کے پدر بزرگوار ابوالمظفر حضرت شیخ سراج الدین جنیدیؒ اپنے وطن بغداد سے تبلیغ اسلام کی غرض سے ہجرت فرما کر پشاور کو اپنے قدوم میمونت سے رونق بخشا وہاں آپ کا عقد مسنون سلطان عبداللہ پشاوری کی شہزادی سعادت شعار حضرتہ بی بی مسطورہ سے انجام پایا۔ اللہ پاک نے آپ کو اُن خاتون مطہرہ سے چار فرزندانِ سعادت اطوار عطا فرمائے۔ حضرت شیخ رکن الدین معروف بہ شیخ محمد سراج الدین جیندیؒ کے برادران ذوالاحشام کے اسمائے گرامی بالترتیب حضرت شیخ سالار عثمان حضرت شیخ احمد صلاح الدین حضرت شیخ تاج الدین چوتھے خود حضرت شیخ دکنؒ تھے۔ آپ کمسن ہی تھے کہ والد گرامی نے عالم فانی سے عالم جاویدانی کی طرف رحلت فرمائی۔ حضرت شیخ دکنؒ اور انکے برادرانِ گرامی قدر کی تربیت وپرورش سلطان فشوری نے اپنے نگرانی وقصر شاہی میں نہایت عمدہ واحسن طریقے سے فرمائی۔ علوم دینیہ وعصریہ سے خوب آراستہ فرمایا۔ سلطان فشوری اپنے ہمشیر زادوں سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ اپنے ہمشیر زادوں کی جدائی ودوری انہیں لمحہ بھر کیلئے بھی گوارہ نہ تھی۔ انکا قاعدہ تھا کہ بوقتِ دربار شاہی اپنے ہمشیر زادوں کو تخت شاہی پر اپنے دائیں بائیں بٹھاتے ایک روز کا واقعہ ہے کہ ایک شخص بہت سے ملکوں کی سیر کرتا دربار فشوری حاضر ہوا۔ سلطان فشوری کی تعظیم وتوقیر بجالانے کے بعد عرض گذار ہوا کے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے آباواجداد کے طریقہ کار پر گامزن رہے تاکہ خاندان کی حرمت بحال رہے یہ جملہ حضرت شیخ دکنؒ کی زندگی میں ایک عظیم صالح انقلاب پیدا کردیا دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ دکنؒ نے قصر شاہی کو ترک کرکے راہ درویشی کو اختیار فرمایا اپنی والدہ مخدومہ اور برادران عزیز کے ہمراہ مرشد کامل کی تلاش میں نکل پڑے طویل مسافت کے بعد دولت پہنچے۔ جہاں مدار العلوم بندگی مخدوم سید السادت سید علاؤالدین جیوری جو مجتہد الوقت اور قطب ارشاد بزرگ تھے۔ ایک عالم کو فیضیاب فرما رہے تھے۔ حضرت شیخ دکنؒ حاضر خدمت اقدس ہوکر ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے اور شب وروز عبادت وریاضت ذکر واذکار مراقبہ ومشاہدہ میں ہمہ تن مصروف ومشغول ہوگئے۔ مرشد گرامی کی نگرانی میں منازلِ سلوک کو طئے فرمایا صرف ڈھائی تین سال کی قلیل مدت میں نعمت خلافت سے سرفرازی حاصل فرما کر مرشد گرامی کی اجازت پر دہلی تشریف لے گئے اور تاجدارِ تغلق سلطان غیاث الدین تغلق کی درخواست پر دہلی میں کچھ عرصہ قیام فرما کر اپنے فیضان کرم سے سلطان دہلی اور رعایا کو سرفراز فرمایا سلطان غیاث الدین تغلق آپ سے بیحد عقیدت ومحبت رکھتا تھا۔ امور سلطنت کو

حضرت شیخ کے ارشاد اور رائے کے مطابق ہی انجام دیتا ہر امر میں حضرت شیخ کی رائے کو مقدم رکھا تھا۔ قیامِ دہلی کے زمانے میں سلطان غیاث الدین تغلق کی درخواست پر شہزادہ محمد تغلق کے ہمراہ لشکر اسلامی کی روحانی نصرت و مدد کیلئے ورنگل روانہ ہوئے۔ طرفین میں جنگ شروع ہوئی۔ راجہ ورنگل پرتاب رودرا کی اسلحہ سے لیس کثیر فوج کے مقابل لشکر اسلامی پسپا ہو کر شکست کے قریب تھا۔ عین ایسے عالم حضرت شیخ بہ نفس نفیس میدان جنگ میں تشریف لا کر دادِ شجاعت دی اور اپنے تصرف روحانی کے ذریعہ میدان جنگ کی کایا پلٹ کر رکھ دیا۔ لشکر اسلامی کو فتح و نصرت اور پرتاب رودرا کو شکست فاش حاصل ہوئی۔ پرتاب رودرا حضرت شیخ کے تصرف روحانی سے متاثر ہو کر آپ کے دست ولایت پر اسلام قبول کیا۔ جس کے بعد اس کی سلطنت اسے لوٹادی گئی۔ حضرت شیخ دہلی میں چند دن قیام کے بعد پھر دوبارہ

دولت آباد کا قصد فرمایا۔ اثنائے سفر آپ کے برادر بزرگ شیخ سالار عثمانؒ 17 ر رمضان المبارک 723ھ داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور انہیں لکھنو میں سپرلحد کیا گیا۔ برادر دوم شیخ احمد صلاح الدین وہاں سے بنگال تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے چھ سال تبلیغ دین اور رشد ہدایت کا فریضہ انجام دیا ۲۹ رجب المرجب 729ھ کو رحلت فرمائی۔ حضرت شیخ اپنے والدہ مخدومہ اور برادر سوم کے ہمراہ دولت آباد تشریف لائے اور وہی قیام پذیر ہوئے۔ قیام دولت آباد کے زمانے کا واقعہ ہے کہ عالم رویاء میں ایک شب سراج دین رخ سراج منیر طٰہٰ ویٰسین سید المرسلین ﷺ کی زیارت اقدس سے مشرف ہوئے۔ ارشاد سراجؒ ہوا کے ائے شیخ سراج الدین دکن میں ہنوز اسلام نہیں پھیلا ہے۔ دکن جا کر اسلام پھیلاؤ تمہارے ہاتھوں ولایت دکن مذہب اسلام سے منور ہوگی۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے رویائے صادقہ میں دیکھا کہ خالص چاندی کا گنبد جس کا کلس خالص سونے کا ہے، جنبش کر رہا ہے۔ حضرت شیخ اپنا دستِ ولایت جیسے ہی اس گنبد مذکور پر رکھتے ہیں وہ اسی لمحہ ساکن ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں خواب مرشد گرامی سے عرض کرنے پر مرشد گرامی آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے دکن روانہ ہونے اور وہاں موضع کڑچی میں دریائے کرشنا کے کنارے قیام فرمائے کا حکم عنایت فرمانے جس کے بعد حضرت شیخ دکن کی طرف نکل پڑے اثنائے سفر جب آپ بیجاپور پہنچے تو وہاں آپ کی والدہ مخدومہ سخت علیل ہوئیں۔ 12 ر شعبان کو انتقال فرمایا انہیں ابوالحسن وزیر کے مکان میں سپرلحد کیا گیا۔ حضرت شیخ ایک عظیم صدمے سے دوچار ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد حضرت شیخ دکنؒ نے سرزمین کوڑچی کو اپنے قدوم کرامت لزوم سے زینت بخشی۔ اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار کشف و کرامات رشد و ہدایات کے ذریعہ بیشمار بندگان خدا کو دولت ایمان و اسلام سے مشرف فرمایا۔ آپ کے دست ولایت پر کوئی بڑے بڑے جادوگروں سوامیوں نے اسلام قبول کیا۔ حضرت شیخ دکنؒ کوڑچی تقریباً چالیس سال قیام فرمایا اور اپنے تصرف روحانی کے ذریعہ علاقہ دکن میں موجود باطل قوتوں کو نیست ونابود کر دیا۔ صاحب ارمغانی سلطانی معروف بہ سیر گلبرگہ نے قدیم ترین اور مستند تاریخی کتب تذکرۃ الملوک، سیر مخدومی، واقعات مملکت بیجاپور تاریخ محبوب ذوالمنن کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت شیخ دکنؒ کے قیام کوڑچی کے زمانے میں سیدہ اشرف جہاں ماں صاحبہ والدہ ماجد سلطان علاؤالدین حسن گنگو بہمنی اپنے دختران بہو بیٹے کے ہمراہ حضرت شیخ کی خدمت فیض درجات میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئیں اور شب روز خدمت واطاعت مرشد میں مشغول ہوئیں۔ علاؤالدین حسن بھی ہمہ وقت خدمت شیخ میں مصروف رہتا۔ موضع کڑچی میں قحط سالی کی وجہ سے وہاں کا سرپنچ گانگو پنڈت دیگر لوگوں کو ہمراہ لیکر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر باران رحمت کیلئے دعا کی درخواست کی جس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ مولانا قاصان اور لاغری کے قیام کیلئے مکان نہیں ہے اگر بارش ہو تو انہیں تکلیف ہوگی اور مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کیلئے مسجد بھی موجود نہیں ہے۔ تم لوگ پہلے ان دونوں کیلئے مکان اور مسلمانوں کیلئے مسجد کی تعمیر کرو پھر میں باران رحمت کیلئے ضرور دعا کرونگا۔ باشندگان کوڑچی نے فوراً مکان تعمیر کیا اور حضرت شیخ نے باران رحمت کی دعا کی خوب نفع بخش باران رحمت برسی سارا علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا۔ بعد مسجد کی تعمیر میں سارے لوگ مصروف ہو گے۔ حضرت شیخ کے حکم پر علاؤالدین حسن بھی تعمیر مسجد میں سخت محنت و مشقت کی حضرت شیخ تعمیری کام کا معائنہ فرمانے کیلئے بنفس نفیس تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ علاؤالدین کام کر کے تھک کر سویا ہوا ہے۔ حضرت شیخ دکنؒ نے اپنی زبان ولایت سے تقدیر جس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا بادشاہ دکنؒ کیسا بےخبر سویا ہوا ہے اس کے سر پر یہ میلی کچیلی ٹوپی نہیں، بلکہ دکن کا تاج شاہی زیب دیگا۔ علاؤالدین حسن حضرت شیخ دکنؒ سے اکثر اپنی عسرت و تنگی کا ذکر کیا کرتا بالآخر وہ وقت سعید آ پہنچا جب حضرت شیخ دکنؒ نے اسکو بلا کر چند لوگوں کے ہمراہ موضع کوڑچی کے قریب نلگنڈہ جانے کا حکم فرمایا اور ساتھ میں جس مقام کی نشان دہی بھی فرمائی جہاں ایک بہت بڑا دفینہ موجود تھا۔ علاؤالدین حسن چند آدمیوں کے ہمراہ مقامِ مذکور پر پہنچ کر وہ خزانہ حاصل کر کے حاضر خدمت شیخ ہوتا ہے۔ حضرت شیخ حکم فرماتے ہیں کہ اس کی مدد سے فوج اور اسلحہ تیار کر کے قلعہ میرج پر حملہ کر یقیناً تجھے فتح مبین حاصل ہوگی علاؤالدین حسن شیخ کے حکم پر قلعہ پر حملہ کرتا ہے حضرت شیخ کی دعاؤں اور روحانی تصرف کی برکت سے اسے فتح حاصل ہوتی ہیں اسکے اطراف کے کئی قلعے فتح کرنا۔ پھر حضرت شیخ اسے گلبرگہ پر حملے کا حکم دیتے اور ایسے فتح مبین کی بشارت سے بھی سرفراز فرماتے ہیں علاؤالدین حسن گلبرگہ پر حملہ کر کے راج رائے بھیرن کو قتل کر کے قلعہ گلبرگہ پر قبضہ کر لیتا ہے اور 748ء علاؤالدین حسن تخت نشین ہو کر سلطنت بہمنیہ کی داغ بیل ڈالی اور گلبرگہ کو دارالسلطنت قرار دیکر اسکا نام حسن آباد رکھا گنگو بہمنی اپنی کنیت مقرر کی علاؤالدین حسن سے شاہ کلیم اللہ بہمنی تک 18 سلاطین بہمنیہ نے تقریباً 180 سالہ طویل عرصہ علاقہ دکن پر حکم رانی کی شاہ کلیم اللہ بہمنی سلطنت بہمنیہ کا آخری سلطان ہوا جو نہایت ہی کمزور قسم کا بادشاہ تھا اسکی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بہمنی سلطنت کی پانچ صوبہ داروں نے اپنی خودمختاری کا اعلان کر کے پانچ

الگ الگ سلطنتیں بنائی عادل شاہی نظام اہی قطب شاہ عماد شاہی ، برید شاہی تاریخ قائم کرلیں تاریخ داں طبقے پر یہ امر حقیقت آفتاب روشن سے بھی کہیں زیادہ واقع ہے کہ علاقے دکن کی سب سے پہلی خود مختار اسلامی سلطنت سلطنت بہمنیہ ہی ہے اس سے قبل مسلمانوں کی کوئی سلطنت اس علاقے میں موجود نہیں تھی ۔سلطنت بہمنیہ کے زوال کے بعد جو بھی سلطنتیں قائم ہوئی وہ سلطنت بہمنیہ کا ہی حصہ ہیں تاریخ کے اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو تمام مسلم سلاطین دکن کسی نہ کسی طرح فیضان حضرت شیخ دکنؒ سے مالا مال ہیں تمام مسلم سلطنتوں کے استحکام ودوام میں حضرت شیخ دکن علیہ الرحمہ کا تصرف روحانی یقیناً کارفرما ہے اسی لئے تمام سلاطین بہمنیہ کا قاعدہ احسن تھا کے وہ تخت نشین ہونے سے قبل حضرت شیخ دکن علیہ الرحمۃ یا ان کی اولاد موجودہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوکر مؤدبانہ دعاؤں کی درخواست فرما کر انکے دست مبارک سے تاج پوشی اور تبرکات سے سرفرازی کے بعد تخت شاہی پر متمکن ہوتے تمام اسلامی سلطنتوں کے استحکام اور انکو حاصل ہونے والی فتوحات کے علاوہ ان تمام اسلامی سلطنتوں (سلطنت بہمنی عادل شاہی ، برید شاہی، قطب شاہی ،نظام شاہی) کے تحت رعایا کیلئے فلاحی ورفاہی علمی وادبی سیاسی وسماجی معاشی واقتصادی خدمات کا سہرا حضرت شیخ دکن علیہ الرحمہ کی ذات گرامی کو جاتا ہے کیونکہ یہ تمام مسلم سلاطین دکن فیضان حضرت شیخ دکن علیہ الرحمہ کے فیضانِ کرم سے مالا مال ہیں ۔حضرت شیخ دکن علیہ الرحمۃ نے علاقے دکن میں تقریباً 71 سالہ طویل عرصہ تبلیغ دین وفریضۂ رشدوہدایت کوانجام دینے میں گذاری جسکی بدولت بیشمار بندگان خدا دولت ایمان واسلام سے مشرف ہوئے یہ آفتاب ولایت مہتاب رشدوہدایت ایک سو گیارہ (۱۱۱) سال کی عمر مبارک پا کر 16 شوال المکرّم 781ھ بروز چہارشنبہ اشراق وچاشت کے درمیانی وقت میں افق عالم سے ہمیشہ کے لئے روپوش ہوا نماز جنازہ ان کے نبیرہ وسجادہ نشین حضرت شیخ ابوالفضل جنیدی علیہ الرحمۃ نے پڑھائی بے شمار بندگان نے شرکت کی سعادت حاصل کی ۔

مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے

(۱) تذکرت الملوک مصنف رفیع الدین شیرازی

(۲) تاریخ فرشتہ مصنف محمد قاسم فرشتہ

(۳) واقعات مملکت بیجاپور مصنف بشیر الدین احمد دہلوی

(۴) تاریخ محبوب ذوالمنن مصنف عبدالجبار ملکاپوری

(۵) ارمغانِ سطانِ معروف بہ سیر گلبرگہ مصنف محمد سلطان